جماعت احمدیہ کے عقائد

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

نام کتاب : جماعت احمدیہ کے عقائد

سن اشاعت : 2011

تعداد : 10000

مطبع : فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان

ناشر : نظارت نشر واشاعت، قادیان، 143516
ضلع گورداسپور، پنجاب (بھارت)

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

آفس نظارت دعوت الی اللہ
محلّہ احمدیہ قادیان
ضلع گورداسپور، پنجاب، انڈیا **143516**
فون نمبر :: **01872-220757**

آفس نظارت اصلاح وارشاد
محلّہ احمدیہ قادیان
ضلع گورداسپور، پنجاب، انڈیا **143516**
فون نمبر :: **01872-222763**

ٹول فری نمبر :: 1800-180-2131
وقت :: صبح دس بجے سے رات دس بجے تک

جماعت احمدیہ کے عقائد

(رقم فرمودہ مئی ۱۹۲۵ء)

ہمارے عقائد جن کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مختصر سا نقشہ ہمارے مذہب کا ذہن میں کھینچ سکتا ہے یہ ہے:۔

اللہ تعالیٰ

ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے اور ایک ہے وہ ان تمام صفات سے متصف ہے جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں۔

ملائکۃ اللہ

ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور انسانوں سے

علیحدہ موجود ہیں۔ خیالی یا وہمی وجود نہیں ہیں بلکہ حقیقتاً وہ ایسی ہستیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مادی اسباب کی آخری کڑی کے طور پر مقرر فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے عالم مخلوقات میں ایک ایسی حرکت پیدا کرتے ہیں جو مختلف مدارج طے کرنے کے بعد وہ نتائج پیدا کر دیتی ہیں جن کو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں۔

کلام الٰہی

ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے کلام نازل کیا کرتا ہے۔ اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے (جس کی حد بندی کرنے کی ہم کوئی وجہ نہیں پاتے خواہ لاکھوں اور کروڑوں خواہ اربوں سال ہوں) تبھی سے خدا تعالیٰ اپنے خاص خاص بندوں سے دنیا کی راہنمائی کے لئے کلام کرتا چلا آیا ہے۔ اب بھی کرتا ہے اور آئندہ کرتا رہے گا۔

قرآن کریم

ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ کلام الٰہی کئی اقسام کا ہے۔ ایک قسم شریعت یعنی ایسا کلام جو شریعت کا حامل ہوتا ہے اور ایک قسم تفسیر اور ہدایت ہوتی ہے یعنی کلام شریعت کی تفسیر اس کے ذریعہ سے کی جاتی ہے اور اس کے سچے معنے بتائے جاتے ہیں اور لوگوں کو حقیقی راستہ کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے خواہ وہ اس کلام کے

حامل کے ذریعہ سے دنیا کو بتایا گیا ہو اور خواہ وہ اس سے پہلے کسی حامل کلام کے ذریعہ دنیا کو بتایا گیا ہو۔ اور ایک قسم الہام کی یہ ہے کہ اس کی غرض وثوق اور یقین دلانا ہوتی ہے۔ پھر ایک قسم الہام کی یہ ہے کہ اس میں اظہار محبت مدنظر ہوتا ہے۔ اور ایک قسم الہام کی یہ ہے کہ اس میں تنبیہہ مدنظر ہوتی ہے اور اس قسم کا کلام کافروں اور مشرکوں پر بھی نازل ہو جاتا ہے۔ ہمارا یہ یقین ہے کہ کلام شریعت اس دنیا کے لئے قرآن کریم پر ختم ہو گیا ہے۔

رسول کریم ﷺ

ہمارا اس بات پر ایمان کہ حاملین شریعت کی آخری کڑی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور قرآن کریم کے بعد کوئی شرعی کتاب خدا کی طرف سے نازل نہیں ہو سکتی اور نہ رسول کریم ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی مبعوث ہوسکتا ہے جو کوئی نیا حکم شریعت لائے یا کسی مٹے ہوئے حکم کو نئے طور پر دنیا میں قائم کرے۔ یعنی نہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ شریعت میں کوئی زیادتی کرے اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ پچھلے کلام کا کوئی حکم جو منسوخ ہو چکا ہو کسی نئے نبی کے ذریعہ سے قائم ہو۔

انبیاء علیھم السلام

پھر ہم یقین کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً دنیا کی ہدایت کے لئے بعض انسانوں کو جو اس کے کلام کے حامل ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں اور جو لوگوں کے

لئے نمونہ بننے کی طاقت رکھتے ہیں اپنے کلام سے مشرف کر کے دنیا کی ہدایت کے لئے مامور کرتا رہا ہے جو کہ کبھی تو کلام شریعت لے کر دنیا میں آئے ہیں اور کبھی صرف ہدایت ہی لے کر آتے ہیں خود ان پر کوئی ایسا کلام نازل نہیں ہوتا جس میں کوئی نیا حکم ہو۔

غیر شرعی نبی

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دوسری قسم کے نبی جو شریعت نہیں لاتے اور صرف پہلی شریعت کی تفسیر اور تشریح کرنے کے لئے نازل ہوتے ہیں وہ ایسے زمانہ میں نازل ہوتے ہیں جب کہ اختلافات ، روحانیت سے بُعد ، خدا تعالیٰ سے دوری ،تقویٰ کی کمی اور نیکی کا فقدان کلام شریعت کے صحیح معنے کرنے کی قابلیت اس وقت کے لوگوں سے مٹا دیتا ہے اور اگر کسی امر میں لوگ معنے دریافت بھی کر لیں تو اس قدر اختلاف آراء ہو چکا ہوتا ہے کہ کسی شخص کو یقین اور تسلی نہیں ہو سکتی کہ یہ معنے درست ہیں۔ اور جب کہ خدا تعالیٰ کی طاقت اور قدرت لوگوں کی نظر سے بالکل مخفی ہو جاتی ہے اس کا وجود قصوں اور روایتوں میں محدود ہو جاتا ہے اور اس کے تازہ بتازہ جلوے دنیا میں نہیں آتے اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا نبی بھیجا جاتا ہے جو کلام الٰہی کی صحیح تفسیر جو اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے لوگوں تک پہنچا دیتا ہے اور تازہ نشانات کے ساتھ خدا تعالیٰ کے جلوے کو ظاہر کرتا ہے جس سے وراثتی ایمان جو درحقیقت ایک کوڑی کے برابر حقیقت نہیں رکھتا یقین

اور ثوق کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔

انبیاء علیھم السلام کا آنا

ہمارا یقین ہے کہ امت کی اصلاح اور درستی کے لئے ہر ضرورت کے موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجتا رہے گا۔ اور ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ قرآن کریم اور احادیث میں اس زمانہ کی نسبت خصوصیت کے ساتھ یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ اس وقت جب کہ رسول کریم ﷺ کی تعلیم کو جو صفحات کاغذ پر تو موجود ہو گی لیکن لوگوں کے قلوب پر سے مفقود ہو جائے گی اور بلحاظ ایمان اور یقین کے وہ ثریا پر چلی جاوے گی آپؐ ہی کی امت میں سے ایک ایسا شخص ظاہر ہوگا جو پھر قرآن کریم کی حقیقت لوگوں پر ظاہر کرے گا اور ان کے ایمانوں کو تازہ کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمارا یہ یقین ہے کہ وہ شخص موعود ظاہر ہو چکا ہے اور ان کا نام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی ہدایت اور آپؐ سے پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں کے مطابق یہ یقین رکھتے ہیں کہ آپ مسیح موعود تھے جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ عیسائیت کے فتنہ کو پاش پاش کرے گا۔ اور آپ مہدی موعود تھے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اصلاح کرنی ہے اور آپ کرشن اور دوسرے بزرگ جو مختلف اقوام میں آئے ہیں ان کے مثیل تھے جن ناموں کے ذریعہ آپ

نے ان قوموں کو اسلام کی طرف لانا ہے آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کا کام کرنا ہے اور وہ کر رہا ہے۔

مامور کا ماننا

ہمارا یہ یقین ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اس پر ایمان لانا اور اس کا ساتھ دینا اور اس کی جماعت میں داخل ہونا ضروری ہے ورنہ وہ غرض و غایت مفقود ہو جاتی ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور آیا کرتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کے مامور کی جماعت میں داخل ہونا ضروری نہ ہو تو جیسا قرآن سے ظاہر ہے کہ نبی کی مخالفت اس وقت کے بڑے لوگوں کی طرف سے ضروری ہے کسی کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ایک غیر ضروری کام کے لئے ساری دنیا کی مخالفت سہیڑے۔ تبھی ایک جماعت اس مقصد کو لے کر کھڑی ہوسکتی ہے کہ وہ اس مامور کی تائید کرے گی اور اس کے کام کو دنیا میں پھیلائے گی جب کہ وہ سمجھتی ہو کہ بغیر اس کے ہم خدا تعالیٰ کی رضاء کو حاصل نہیں کر سکتے۔ پس وہ دنیا کی اشد ترین مخالفت کو جس سے بڑھ کر اور مخالفت نہیں ہوتی خدا تعالیٰ کی رضاء کے لئے برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔

دُعا

ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

جزاء وسزا

ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہر انسان جب مرجاتا ہے اس کے اعمال کے مطابق اس کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے اس عرصہ میں جس کو قبر کا زمانہ کہتے ہیں مگر جس سے مراد مٹی کی قبر نہیں بلکہ اس سے مراد وہ خاص مقام ہے جس میں مُردوں کی ارواح رکھی جاتی ہیں۔ اور اس وقت بھی جزاء وسزا ملے گی جب یہ قبر کا زمانہ ختم ہوجائے گا اور حشر کبیر کا زمانہ شروع ہوجائے گا۔

رحمتِ الٰہی

ہمارا یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سب صفات کے ساتھ اپنا اثر ظاہر کرتی ہے اور اس کی رحمت عظیم کے ماتحت آخر ایک دن ایسا آئے گا کہ تمام کے تمام بنی نوع انسان خواہ کیسی ہی بدی اور بدکاری اور کیسے ہی فسق اور کفر میں شرک یا دہریت میں مبتلاء ہوں ان کو اس کی رحمت اپنے اندر سمیٹ لے گی اور بالآخر وہ بات جو انسان کی پیدائش کے وقت خدا تعالیٰ نے ان سے کہی پوری ہوجائے گی۔ یعنی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات:۵۷) تمام کے تمام اس کے عبد بندے اور اس کے عبادت گزار ہوجائیں گے۔ ہر شخص اپنے درجے کے مطابق بدلہ پائے گا۔ نہ کسی کی کوئی نیکی ضائع ہوگی اور نہ کسی کی بدی ضائع ہوگی۔ نادان ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ آخر میں جب دوزخ کے سلسلہ کو مٹا دیا

جائے گا تو پھر سزا کا ہے کی ہوئی۔ دنیا میں روزانہ لوگوں کو سزا ملتی ہے پھر وہ چھُٹ جاتے ہیں مگر وہ سزا ہی کہلاتی ہے۔ دوزخ کی سزا تو اپنے زمانے کی وسعت میں اتنی ہے کہ اس کا خیال کر کے بھی دل کانپ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قرآن کریم میں اَبَد کے لفظ سے ذکر کرتا ہے یعنی ہمیشہ گویا اس کو یوں سمجھنا چاہئے کہ وہ نہ ختم ہونے والی ہوگی تو کون شخص ایسا ہے جو اتنی لمبی سزا برداشت کر سکے۔ پھر اس سے زیادہ کیا سزا ہو سکتی ہے کہ ایک خدا تعالیٰ کا نافرمان اس وقت جب کہ اس کے بھائی قرب الٰہی کے میدان میں دوڑ رہے ہوں گے اور آناً فاناً روحانیت میں ترقی کر رہے ہوں گے وہ اپنی گناہ آلود روح دوزخ کی آگ میں جلا کر صاف کر رہا ہوگا کسی گھوڑ دوڑ کے سوار سے پوچھو کہ اس کو دوڑتے وقت روک لیا جائے اور بعد میں چھوڑا جائے تو اس کو کتنا صدمہ پہنچتا ہے۔

رؤیت الٰہی

ہمارا یہ یقین اور وثوق ہے کہ انسانی روح ترقی کرتے کرتے ایسے درجے کو حاصل کرے گی جب کہ اس کی طاقتیں موجودہ طاقتوں کی نسبت اتنی زیادہ ہوں گی کہ اسے ایک نیا وجود کہا جا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اسی روح کی نشو ونما ہو گی اس لئے اس کا نام یہی ہوگا جو اس کو اب اس دنیا میں حاصل ہے۔ اس وقت روح اس قابل ہو جائے گی کہ اللہ کے ایسے جلوے کو دیکھے اور ایسی رؤیت اس کو حاصل ہو کہ باوجود اس کے کہ وہ حقیقی رؤیت نہ ہوگی مگر پھر بھی اس دنیا کے مقابلہ

میں رؤیت اور یہ دنیا اس کے مقابل میں حجاب کہلانے کی مستحق ہوگی۔

نبوت اور کلام کا سلسلہ جاری ہے

ہمیں لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے صرف یہودیوں میں نبوت کا سلسلہ مخصوص کیا ہوا ہے اور باوجود قرآن شریف کی متعدد آیات کی موجودگی کے وہ باقی تمام قوموں کو خدا اور اس کے نبیوں سے محروم رکھتے ہیں۔ پھر ہمیں ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ ان کا خیال ہے کہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کے کلام کو روک دیا ہے حالانکہ کلام شریعت کے سوا کسی قسم کا کلام رکنے کی کوئی وجہ نہیں۔ کلام شریعت کے کامل ہو جانے سے کلام ہدایت اور کلام تفسیر کی ضرورت معدوم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ اگر کلام شریعت آ سکتا ہے تو پھر کسی پچھلے کلام شریعت کے مخفی ہو جانے میں چنداں حرج نہیں لیکن اگر کلام شریعت آنا بند ہو جائے تو اس کی تفسیر کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے ورنہ ہدایت کی کوئی راہ نہیں رہتی۔ اگر کہا جائے کہ انسان تفسیر کرتے ہیں تو ان کی تفسیروں میں اتنا اختلاف ہوتا ہے کہ ایک ایک تفسیر میں بیس بیس متضاد خیالات بیان کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ کلام الٰہی تو یقین اور وثوق کے لئے آتا ہے امور مذہبی میں بھی اگر شک اور شبہ ہی باقی رہا تو نجات کہاں سے حاصل ہوگی۔

امت محمدیہ سے مامور

پھر ہمیں لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت اصلاح کے لئے موسوی سلسلہ کے مسیح کو آسمان سے نازل کیا جائے گا اور ہم کہتے ہیں کہ باہر سے کسی آدمی کے منگوانے میں رسول کریم ﷺ کی ہتک ہوتی ہے جب کہ آپؐ ہی کے شاگرد اور آپ ہی سے فیض یافتہ انسان امت کی اصلاح کا کام کر سکتے ہیں تو باہر سے کسی آدمی کے لانے کی کیا ضرورت ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اب کسی ایسے آدمی کے آنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دین اور مذہب کامل ہو چکا ہے اب اس قسم کے مامور کی ضرورت نہیں جو امت محمدیہ سے نہ ہو۔

ضرورت مصلح

پھر ہمیں ان لوگوں سے یہ بھی اختلاف ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں مامور کے آنے کی غرض محض شریعت کا لانا نہیں ہوتا بلکہ جیسا کہ بتایا گیا ہے کلام الٰہی کی صحیح تفسیر اور یقین اور وثوق کا پیدا کرنا ہوتا ہے اور اپنے نمونہ سے لوگوں کی اصلاح کرنا اس کا کام ہوتا ہے۔ شریعت کے حاصل ہو جانے سے یہ ضرورت پوری نہیں ہو جاتی۔ صرف اس صورت میں رسول کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کے مامور کی ضرورت باطل ہو سکتی ہے جبکہ امت محمدیہؐ میں کسی قسم کا فساد پیدا ہی نہ ہوتا لیکن ذرا بھی کوئی شخص آنکھ کھول کر دیکھے تو چاروں طرف اس کو فساد ہی فساد نظر آئے گا۔

پھر کیسے تعجب بلکہ حماقت کی بات ہے کہ لوگ کہتے ہیں رسول کریم کے بعد بیماری تو ہوگی لیکن آپؐ کے بعد کوئی طبیب نہیں ہوگا۔ اگر بیماری ہوگی تو طبیب بھی ضرور ہوگا۔ اگر طبیب نہیں آتا تو بیماری بھی نہیں ہونی چاہیئے۔ مگر مسلمانوں کی مذہبی، اخلاقی اور روحانی کمزوری تو اب اندھوں کو بھی نظر آرہی ہے۔

معارف قرآن کریم

پھر ہمارا ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ ہم یقین رکھتے ہیں قرآن شریف اپنے معارف اور مطالب ہمیشہ ظاہر کرتا رہتا ہے مگر ہمارے مخالف یہ کہتے ہیں کہ سب معارف پچھلے لوگوں پر ختم ہو گئے اب یہ کلام **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ** ایسی ہڈی کی طرح ہے جس سے سارا گوشت نوچ لیا گیا ہو۔ تعجب ہے دنیا کے پردے پر تو نئے علوم نکلیں مگر خدا کے کلام سے کوئی نیا نکتہ نہ نکلے۔

خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے

پھر ہمارا یہ اختلاف ہے کہ ہم لوگ اس بات پر یقین اور وثوق رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی دعائیں سنتا ہے مگر یہ لوگ ان باتوں کی ہنسی اڑاتے ہیں۔

نشانات

پھر ہم لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان شرائط کے ساتھ اپنی قدرت

کے نشانات اب بھی ظاہر کرتا ہے جو قرآن میں اس نے بتائی ہیں لیکن ہمارے مخالفین کے دو گروہ ہیں ۔ ایک تو وہ ہے جو کہتا ہے کہ اس تعلیم کے زمانہ میں ایسی باتیں مت کرو ۔ اور دوسرا گروہ وہ ہے جو کہتا ہے خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی تبھی ہو سکتی ہے جب کہ وہ اپنے مقرر کردہ قوانین کو بھی توڑ دے اور اپنی سنت کے خلاف کرے ۔ اس وجہ سے وہ ایسی باتیں دنیا میں دیکھنی چاہتے ہیں جن کی نسبت خود خدا فرماتا ہے کہ میں ایسا نہیں کرتا ۔ وہ لوگ عالم کہلاتے ہوئے اس قسم کی باتیں کرتے ہیں کہ چونکہ خدا قادر ہے اس لئے وہ جھوٹ بول سکتا ہے (نعوذ باللہ) حالانکہ وہ نہیں سمجھتے کہ جھوٹ بولنا تو کمزوری کی علامت ہے ۔ یہ ان کے نزدیک قدرت کی عجیب دلیل ہے کہ چونکہ وہ کمزور ہے اس لئے وہ قادر نہیں ۔

اسلام کی ترقی

اسی طرح ہمارا ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ یہ لوگ اپنی نادانی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو چھوڑ دیا ہے اور اسلام کو بھلا دیا ہے اور اس لئے ان کو ترقی کرنے کے لئے ایسی کوشش کی ضرورت ہے جس میں شریعت اور اس کی ہدایت کی کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہئے ۔ لیکن ہم لوگ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہی پہلے اسلام کو قائم کیا اور اب بھی وہی قائم کرے گا اور ہم اس کے وعدوں کی وجہ سے مایوس نہیں ۔

بعث مابعد الموت

ہمارا ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ ہم بعث مابعد الموت کے متعلق یہ یقین رکھتے ہیں کہ اس زندگی میں انسان نئی طاقتوں کے ساتھ مبعوث کیا جاتا ہے۔ وہ اسی روح میں سے اور اسی انسان کے بعض ذرات میں سے نشو ونما پا کر اس حالت کو حاصل کرتا ہے لیکن یہی ذرات اور یہی جسم وہاں نہیں جاتا۔ لیکن ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ ہم اس عقیدہ کی وجہ س حشر اجساد کے قائل نہیں۔

جنت کی نعمتیں

ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ جنت کی نعمتیں بعینہٖ اسی رنگ میں ظاہر ہوں گی جس رنگ میں قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ لیکن ہم ساتھ ہی یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ وہاں کا عالم ہی اور ہے اس لئے جس مادے کی چیزیں یہاں ہیں اس مادے کی چیزیں وہاں نہیں ہوں گی مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ اس عقیدہ کی وجہ سے ہم جنت کے منکر ہو گئے۔

دوزخ

ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ دوزخ ایک آگ ہے لیکن ہم ساتھ ہی یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس دنیا کی آگ کی قسم سے نہیں بلکہ وہ اس آگ سے کئی باتوں میں ممتاز ہے۔ وہ اپنی سختی میں اس سے بہت زیادہ ہے اور وہ انسان کے قلب کو صاف کر

سکتی ہے مگر یہ آگ قلب کو صاف نہیں کرتی ۔ ہمارے مخالف کہتے ہیں ہم اس عقیدہ کی وجہ سے دوزخ کے منکر ہو گئے ہیں۔

ابدی عذاب

ہمارا یہ یقین ہے کہ آخر اپنی سزاؤں کو بھگت کر خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو پانے کی قابلیت حال کر کے انسان دوزخ میں سے نکالے جا کر جنت میں داخل کئے جائیں گے اور سب کے سب آخر خدا تعالیٰ کی نعمت کے وارث ہو جائیں گے ہمارے مخالف کہتے ہیں اس کی وجہ سے ہم ابدی عذاب کے منکر ہو گئے ہیں۔ہم نہیں سمجھ سکتے کہ خدا کی رحمت کو چھوڑ کر ان کے ابدی عذاب کو کیا کریں۔

قرآن کریم کی تفسیر

یہ تو اصولی باتیں ہیں جن میں ہمیں دوسرے لوگوں سے اختلاف ہے۔قرآن کریم کی آیات کی تفسیر میں انہیں اصول کے ماتحت پھر ایک وسیع خلیج ہمارے اوران کے درمیان واقع ہو جاتی ہے۔وہ اپنی تنگ حوصلگی کے ماتحت قرآن کریم کے معنے کرتے ہیں لیکن ہم قرآن کریم کو الہام کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

(الفضل مورخہ ۱۴؍مئی ۱۹۲۵ء)